پندرہ روزہ
تعمیرِ حیات
لکھنؤ

10-5-74

تلک آثارنا تدل علینا ÷ فانظروا بعدنا الی الآثار

ابھی اس راہ سے گذرا ہے کوئی ÷ کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

زہے خلوصِ محبت کہ حادثاتِ جہاں ÷ مجھے تو کیا، مرے نقشِ قدم مٹا نہ سکے

گرانی کا مسئلہ
اسلام کی نظر میں

موجودہ گرانی — جس کے لئے کمر توڑ مہنگائی کا محاورہ بھی پھیکا معلوم ہو رہا ہے اس لئے جان توڑ مہنگائی کا نیا محاورہ رائج کرنا پڑے گا — ہندستانی معیشت کی تاریخ میں ایک یادگار گرانی ہے جس نے لوگوں کو کچھ ایسا حواس باختہ کر دیا ہے کہ وہ ہر الٹی سیدھی تدبیر کو جس سے ان کے جذبات کی تسکین ہوتی ہو اختیار کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ان دنوں توڑ پھوڑ کی جو کارروائیاں ہو رہی ہیں، دکانوں اور گوداموں کو لوٹنے کے جو واقعات ہو رہے ہیں اور قتل و غارت گری کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ صورتِ حال یہ ہے کہ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ تو چھکڑے کی سی رفتار سے ہو رہا ہے لیکن اشیاء کے دام ہوائی جہاز کی رفتار سے بڑھ رہے ہیں اور حکومت — جس پر اس سلسلہ کی اصل ذمہ داری عائد ہوتی ہے — ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہے۔ بلکہ اپنی غلط پالیسیوں کی وجہ سے گرانی میں اضافہ کا موجب بن رہی ہے۔ ایسی صورت میں اگر عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو کچھ عجب نہیں ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ ہنگامہ آرائی، لوٹ مار اور تشدد کی کارروائیاں گرانی کے مسئلہ کا حل ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ ان طریقوں سے گرانی کا مسئلہ تو حل نہیں ہوتا البتہ سماج کو نقصان ضرور پہنچتا ہے۔ اس لئے ان غلط طریقوں سے اجتناب کرتے ہوئے مثبت طور پر ایسے طریقے اختیار کئے جائیں جن سے اصلاحِ حال میں مدد ملے۔ افسوس کہ اس کی طرف کوئی بھی گروہ، پارٹی یا ادارہ متوجہ نہیں ہے۔ سیاسی طور طریقے اختیار کر کے سطحیت کا مظاہرہ کرنے والوں کی تو کوئی کمی نہیں ہے لیکن سماج میں اخلاقی اقدار کو ابھارنے، خدمتِ خلق اور انسانوں کے ساتھ سچی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے اور لوگوں کی مشکلات کو دور کرنے کا احساس دلانے کے لئے کتنے لوگ آگے بڑھ رہے ہیں؟ اس افسوس ناک صورتِ حال کے پیشِ نظر اس بات کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ لوگوں کو وسیع پیمانہ پر اسلام کی تعلیمات سے واقف کرایا جائے تاکہ گرانی کے مسئلہ میں ان کی صحیح رہنمائی ہو اور وہ حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر اختیار کر سکیں۔ اسی مناسبت سے اسلام کی تعلیمات ذیل میں مختصراً پیش کی جا رہی ہیں۔

دولت کی حرص

ہمارا سماج جس مرض میں بُری طرح مبتلا ہے وہ ہے دولت کی حرص۔ اس حرص نے ان کے اندر سے اچھے اور بُرے اور جائز و ناجائز کی تمیز اٹھا دی ہے۔ اب آدمی زیادہ سے زیادہ کمانے کی فکر کرتا ہے۔ وہ محنت سے جی چراتا ہے اور اپنے پسینہ کی گاڑھی کمائی کے بجائے مفت کی دولت حاصل کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ صبح اٹھتے ہی اسے یہ خوش خبری ملے کہ لاکھوں روپیہ اس کی جیب میں آ رہا ہے، خواہ اشیاء کے دام میں ایک دم اضافہ ہو جانے کی وجہ سے اسٹاک کی قیمت دو چند سہ چند ہو کر یہ دولت اس کے ہاتھ آ رہی ہو یا لاٹری اس کی قسمت جگا رہی ہو۔

اسلام اس مفاد پرستانہ ذہنیت پر شدید ضرب لگاتا ہے اور دولت کی حرص کو تباہ کن قرار دیتا ہے:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (سورۂ تکاثر)
"کثرتِ مال کی حرص نے تمہیں غافل بنا دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے"

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (سورۂ فجر)
"اور تم مال کی محبت میں بُری طرح گرفتار ہو"

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (سورۂ ہمزہ)
"تباہی ہے اس شخص کے لئے جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا"

لوگ دنیا کو تفریح گاہ سمجھتے ہیں اس لئے وہ مال کی حرص میں بُری طرح مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اسلام اس دنیا کو امتحان گاہ قرار دیتا ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر دنیا کی ہر نعمت اپنے ساتھ ذمہ داری لاتی ہے۔ مال بھی اپنے ساتھ بھاری ذمہ داری لاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مال کے آمد و صرف کے بارے میں یقیناً باز پرس ہوگی۔ جواب دہی کا یہ تصور جن لوگوں کے ذہن میں ہو وہ نہ مال کی حرص میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور نہ لوگوں کی حق تلفی کر کے اور ان کو مشکلات میں مبتلا کر کے روپیہ جوڑ سکتے ہیں اور نہ ہی مال پر سانپ بن کر بیٹھ سکتے ہیں۔

پھر اسلام کی معاشیاتی پالیسی کا اہم ترین اصول یہ ہے کہ دولت کا ارتکاز نہ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ پھیلے۔

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ
"تاکہ دولت تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے"

اس ہدایت کے پیشِ نظر دولت کا بہاؤ غریبوں کی طرف ہونا چاہئے اور کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا صحیح نہ ہوگا جو امیر کو امیر تر اور غریب کو غریب تر بناتا ہو۔

ملاوٹ Adulteration

معاملات میں بددیانتی اس قدر عام ہو گئی ہے کہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا تاجروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا ہے۔ دودھ میں پانی ملانا تو کافی پرانی بات ہے، مسالوں میں گھوڑے کی لید ملانا اب آؤٹ ڈیٹ طریقہ ہے۔ تیل اور گھی میں ملاوٹ کا سائنٹفک طریقہ کارخانہ داروں اور دکانداروں نے معلوم کر لیا ہے۔ مرغی کے انڈوں کے نام سے کچھوے کے انڈے فروخت کرنے میں دکانداروں کو کوئی باک نہیں ہے۔ اور تو اور اناج اور آٹے تک میں ایسی زہریلی چیزیں ملائی جا رہی ہیں جن کے استعمال سے لوگوں کی صحت بُری طرح متاثر ہو جاتی ہے۔ یہ سب کھیل انسانی جانوں کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے، لیکن انہیں اس کا کوئی احساس نہیں۔

قرآن کریم میں محض ناپ تول میں کمی کرنے پر گرفت کرنے کے لئے ایک سورت نازل ہوئی۔ چنانچہ سورۂ تطفیف میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا:

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ○

"تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ کیا انہیں یقین نہیں کہ ایک بڑے دن انہیں (قبروں سے) اٹھایا جائیگا۔ جس روز کہ لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے"

یہ وعید ملاوٹ کرنے والوں پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے۔ کیونکہ جو شخص ملاوٹ کرتا ہے وہ اصل چیز کی مقدار گھٹا دیتا ہے اور ڈنڈی مارنے والے ہی کی طرح دھوکہ دیتا ہے بلکہ حقیقتاً ملاوٹ کرنے کا گناہ ڈنڈی مارنے کے گناہ سے بھی بڑھ کر ہے، کیونکہ ملاوٹ کے ذریعہ لوگوں کی صحت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

لین دین میں دھوکہ دینے کے جو بھی نت نئے طریقے نکالے جائیں سب مذموم اور گناہ میں اضافہ کا موجب ہی قرار پائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (مشکوٰۃ)
"جس نے دھوکہ دیا وہ مجھ سے نہیں"

حضرت عمرؓ نے اشیائے خوردنی میں ملاوٹ کو قابلِ تعزیر جرم قرار دیا تھا۔ آپ کے زمانہ ہی کا واقعہ ہے کہ ایک عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی دودھ میں پانی ڈال دو کچھ زیادہ پیسے وصول ہو جائیں گے۔ بیٹی نے ماں کو امیر المومنین کا حکم یاد دلایا تو ماں نے کہا امیر المومنین یہاں کہاں ہے؟ وہ ہمیں دیکھ تو نہیں رہا۔ بیٹی نے جواب دیا اگر امیر المومنین ہمیں نہیں دیکھتا تو خدا تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس لئے میں دودھ میں پانی ہرگز نہیں ملاؤں گی۔ یہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ دھوکہ کرنا ہے، یہ سنگین جرم ہے۔

ذخیرہ اندوزی

بڑے بڑے تاجر اشیاء ضرورت کا بڑے پیمانے پر اسٹاک کر کے بازار میں مصنوعی قلت پیدا کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں قیمتوں کے دام بڑھتے رہتے ہیں۔ لوگوں کی تکلیف کا انہیں کیا احساس ہوگا! وہ تو صرف نفع جوڑنا جانتے ہیں اور اسی غرض سے وہ ذخیرہ اندوزی کرتے رہتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱۱

پندرہ روزہ

تعمیر حیات لکھنؤ

جلد نمبر ۱۱
شمارہ نمبر ۱۲

سالانہ: دس روپے
فی پرچہ: ۴۰ پیسے

شعبۂ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۰ر مئی سنہ ۱۹۷۴ء ـــــ ۱۸ر ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۴ھ

اسحاق جلیس ندوی

"جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ"

اس ملک میں مسلمانوں کی تعداد حکومت کی مردم شماری رپورٹ میں اگرچہ پانچ چھ کروڑ ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اقلیت کسی طرح ۱۵۔۲۰ کروڑ سے کم نہیں ـــــ گذشتہ دنوں الہ آباد کے ایک سفر میں وہاں کے چند مشہور سماجی کارکنوں سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ ان کی ایک ٹیم اپنے طور پر مسلمانوں کی تعداد کا سروے کر رہی ہے۔ ان کی اس تحقیق سے یہ انکشاف ہوا کہ مسلم آبادی کی بڑی تعداد بلکہ مسلمانوں سے آباد پورے پورے گاؤں مردم شماری سے غائب کر دیے گئے جن ریاستوں اور اضلاع میں مسلمان ۲۵ فیصد ہیں ان کا سرکاری اندراج کہیں ۷ فیصد ہے تو کہیں ۱۱ فیصد ـــــ ان تحقیقات و حقائق کی روشنی میں جسٹس بشیر احمد صاحب کا دعویٰ کچھ مبالغہ آمیز نہیں معلوم ہوتا کہ ہندوستان میں مسلمان ۱۷ کروڑ ہیں ـــــ ہندوستان میں ۱۷ کروڑ مسلمان موجودہ حالات میں ہیں جبکہ برصغیر کا مسلمان ماضی کی نااہل، حقیقت ناآشنا اور جذباتی لیڈرشپ کے ہاتھوں تین ٹکڑوں (ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش) میں بٹ چکا ہے۔ ماضی کی قیادت کو "زندہ باد اور مردہ باد" کے ماحول [illegible] مشغول رکھ [illegible] دیکھنے کی فرصت ہی نہ تھی۔ انہیں تو ان [illegible] کی زندگی سے کیا مطلب تھا جو "اسلام" اور "مسلم" الفاظ پر اپنا سب کچھ قربان کر دیتے ہیں ـــــ تقسیم کی مخالفت اور مسلم لیگ کی بے عمل قیادت پر اس دور میں جب بھی کسی نے تنقید کی یا مطالبۂ پاکستان کو مسلمانوں کے لئے مضر ثابت کیا تو اس بحث آواز کو "غدار ہے"، "کانگریس کا پٹھو ہے"، "ہندوؤں کا ہم خواہ ہے" ایسے بے ہودہ نعروں اور الزامات میں دبا دیا گیا ـــــ

کسی نے اگر معقول انداز سے مسلم لیگی قیادت پر یہ تنقید کی کہ "پاکستان" میں اسلامی حکومت کا قیام اس قیادت کے ہاتھوں کیسے عمل میں آسکتا ہے جس کی بڑی تعداد "بار روم" اور "بال روم" کی زینت بنتی ہے اور جو نماز جیسے فرض سے جس کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہ مَنْ أَقَامَهَا فَقَدْ أَقَامَ الدِّيْنَ وَمَنْ هَدَمَهَا فَقَدْ هَدَمَ الدِّيْنَ (جس نے نماز قائم کی گویا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو ڈھایا اس نے گویا دین کو ڈھایا) اس درجہ غافل اور بے نیاز ہے تو اس طرح کی مخلصانہ تنقید و احتساب کا جواب گالیوں اور پھبتیوں سے دیا جاتا تھا ـــــ

مسلمان قوم کی دلی [illegible] اور بے شعوری کا مسلم لیگی قیادت نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ [illegible] معلوم ہوگا کہ [illegible] بمبئی کے محمد علی روڈ، بھنڈی بازار [illegible] کے مسلمانوں کی اکثریت [illegible] پاکستان میں شامل ہوگے اور یہاں ہماری اپنی حکومت ہوگی [illegible]

[illegible]

ظاہر کرنے کی ضرورت تھی یا اپنے اصل مقصد و پیام سے روگردانی کی سزا ہم بار بار [illegible] سے بھگت رہے ہیں [illegible] ۱۹۴۷ء کے زخم مندمل ہونا تو کجا [illegible] کے ان زخموں سے آج تک خون رس رہا ہے ـــــ

ماضی کی اس تلخ داستان کو دہرانے کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ مسلمان عوام اور خواص دونوں کو اس حقیقت کے اعتراف کی دعوت دینا ہے کہ ہم اپنے ملی وجود کے سلسلے میں [illegible] نہیں تو دوراندیش اور دور بین بھی نہیں ہیں ـــــ [illegible] بلکہ اس کا اثر عالم اسلام اور دنیائے انسانیت پر پڑتا ہے۔ ہم نے دنیا کی اور قوموں کی طرح معاشی سربلندی، معیار زندگی کی بلندی اور اقتدار [illegible] کی پالیسی اپنا کر اپنا وہ امتیازی خصوصی کھو دیا [illegible] ہم جن اسلاف کے جانشین ہیں [illegible] دنیا کے [illegible] اپنے ماحول میں حق و انصاف کی مثالیں قائم کرتے [illegible] ایثار و قربانی [illegible]

[illegible]

ہندوستان کے مسلمان عوام و خواص میں محبت و بھائی چارگی [illegible] دلکشی اور علم پروری کی دائم فضا پیدا کرنے میں اپنے تمام وسائل و اسباب کو لگا دیں [illegible] کوشش [illegible] اثرات و نتائج مرتب ہوں گے۔ فوج کشی، دلکشی، مادی طاقت اور وسائل کی فراہمی کے ذریعہ حاصل کی جانے والی کامیابی دیرپا نہیں ہوتی۔ ہماری تاریخ اس پر شاہد ہے۔ مگر دلوں کو فتح کرنے والی زندگی اور دل جیتنے والے اخلاق [illegible]

[illegible]

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی حجاز روانگی

[illegible]

ایک تاریخی کوشش جو ناکام رہی ——— ایک تاریخی دستاویز جو پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہے

ہندوستان کے پسماندہ طبقات اور دلتوں کے محسن و رہنما ڈاکٹر امبیڈکر ملک کے پسماندہ و اچھوت طبقہ کے مسلمہ لیڈر تھے۔ بیسویں صدی کے ابتدائی نصف حصہ میں ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی خدمات، اپنے علم و مطالعہ اور ذہانت و منفرد عبقری شخصیت کی وجہ سے اس ملک کے سیاسی اور سماجی میدان میں مخصوص مقام حاصل کر لیا تھا۔ صدیوں سے اعلیٰ ذات کے ہاتھوں پامال اچھوتوں میں ڈاکٹر امبیڈکر نے خودداری کی روح پھونک دی تھی۔ غالباً سنہ ۱۹۳۵ء میں انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ملک کے سات کروڑ اچھوت بحیثیت مجموعی اس مذہب کے حلقہ بگوش ہو جائیں گے جو مساوات پر مبنی ہو اور طبقاتی تفریق اور اونچ نیچ کا مخالف ہو۔ ڈاکٹر امبیڈکر کے اس اعلان نے امن و مساوات و انصاف کے علمبردار مذہب اسلام کے ماننے والوں میں امید و مسرت کی ایک لہر دوڑا دی اور مسلمانوں نے بھی کوشش کی کہ ڈاکٹر امبیڈکر اپنے پیروؤں کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ اس موقع پر ایک کوشش ندوۃ العلماء لکھنؤ کی طرف سے بھی ہوئی تھی۔ مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایم۔ ایس (ناظم ندوۃ العلماء) اور مولانا خلیل محمد عرب صاحب انصاری (استاذ دار العلوم ندوہ) نے مولانا سید ابو الحسن علی صاحب ندوی کو ڈاکٹر امبیڈکر سے ملاقات و گفتگو کے لئے بمبئی بھیجنا منظور کیا۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اس زمانہ میں تعلیم سے حال ہی میں فارغ ہو کر دار العلوم میں استاد مقرر ہوئے تھے اور موصوف کی عمر بیس اکیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اپنی نوعمری کے باوجود مولانا علی میاں مدظلہ نے جس دلسوزی اور حکمت سے ڈاکٹر امبیڈکر تک اسلام کی دعوت پہنچائی اس کا اندازہ درج ذیل خط سے ہوتا ہے جو مولانا موصوف نے اپنے برادر اکبر مولانا ڈاکٹر عبد العلی صاحب مرحوم (ناظم ندوۃ العلماء) کے نام لکھا تھا۔

پرانے خطوط کی فائل الٹ پلٹ کرتے ہوئے اچانک اس خط پر نظر پڑی، اس خط کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر اسے تعمیر حیات میں توضیحی حواشی کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

بدقسمتی سے ڈاکٹر امبیڈکر کو اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش ناکام رہی مگر اس خط سے اس دور کے مسلمانوں کی دینی جدوجہد اور غیر اقوام تک دعوت پہنچانے اور اتمام حجت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے جذبہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اور اس بات کی تحریک بھی پیدا ہوتی ہے کہ مسلمان زندگی کے ہر موڑ پر اور ہر مساعد اور نامساعد ہر قسم کے حالات میں تبلیغ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کی ذمہ داری کو پورا کرنے کا عزم کرتا رہے۔

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

(ا۔ ح۔ ندوی)

مولانا
سید
ابوالحسن علی
ندوی
کا
[illegible]
ڈاکٹر
امبیڈکر

۲۰ رجب [illegible]

خلافت ہاؤس
لال گلی، [illegible] بمبئی

برادر محترم زید مجدکم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

[illegible]

آپ کا علی

[illegible]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

وہ کتاب جس کا احسان میں بھول نہیں سکتا۔

آج میں اسی کتاب کا ذکر کروں گا۔
جس کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے اور میں اس کے
قابل احترام مصنف کے لئے ہمیشہ [illegible] دل سے
دعا گو ہوں، جنہوں نے اپنی اس کتاب کے ذریعہ
مجھے ایک ایسی دولت سے روشناس کیا جو میرے
نزدیک دنیا کی سب سے قیمتی چیز بلکہ زادِ راہ [illegible]
[illegible] کا ایک حصہ ہے۔ اس
کتاب کا نام "رحمۃ للعالمین" ہے اور اس کے
مصنف مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ ہیں۔
اس کتاب کی کہانی ایک دلچسپ کہانی ہے۔

میرے برادر معظم* جو میرے والد کی
وفات کے بعد اس وقت سے میری تعلیم و تربیت کے
ذمہ دار رہے جب میری عمر صرف نو سال کی تھی،
اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ اس کمسنی اور
نوعمری میں کن کتابوں کا مطالعہ میرے لئے مفید
ہوگا اور کتابوں کے انتخاب میں توفیق الٰہی برابر
ان کا ساتھ دیتی۔ چنانچہ انہوں نے مجھے ایک کتاب
"سیرت خیر البشر" پڑھنے کے لئے دی، ان کی بڑی
خواہش تھی کہ میں سیرت کی کتابوں کا زیادہ
سے زیادہ مطالعہ کروں، ان کا عقیدہ تھا کہ کردار
کی تعمیر، عقیدہ کی پختگی، اخلاق کی پاکیزگی اور جذبات
کی گرمی [illegible] کے لئے اس سے مؤثر کوئی
چیز نہیں، اسی ذریعہ سے مجھے سیرت کی کتابوں
سے ایک خاص لگاؤ اور ان کے مطالعہ اور
حصول کا جذبہ پیدا ہوگیا۔

میں کتابوں کی فہرستوں کو [illegible]
[illegible] بڑے شوق سے دیکھتا تھا
ایک مرتبہ میری نظر سے "سیرت رحمۃ للعالمین" [illegible]
[illegible] اس کتاب کو [illegible]
اس وقت اس کتاب کے دو حصے چھپے تھے اور
ایک حصہ کی قیمت [illegible] سال سے
زیادہ نہ تھی [illegible] کتاب کو خریدنے سے یقیناً
[illegible] اصول و قواعد
اور خواہشات [illegible] پابند نہیں ہوتے
[illegible] اور جذبات کے
ساتھ چلتے ہیں۔

[illegible] مجھ سے
[illegible] تو اس کے پاس اس
[illegible] کے پاس
[illegible]
[illegible]

دیکھنے سے حسرت کردی اس لئے کہ اس وقت
ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت
میرا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہے سوائے
اس سفارشی کے جس سے بچوں نے ہمیشہ کام لیا ہے
اور [illegible] کو اس کا تجربہ ہے کہ اس کی سفارش کبھی
رد نہیں کی جاتی، یہ وہ سفارش ہے جس کی مدد
سے عمیر بن ابی وقاصؓ نے لی تھی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش قبول فرمائی
تھی اور ان کو غزوۂ بدر میں شرکت کی اجازت
دے دی تھی۔ یہ آنسوؤں اور معصوم گریہ زاری
کی سفارش ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے نیک
بندوں کے یہاں اب بھی بہت وقیع ہے اور
مؤثر سمجھی جاتی ہے۔

چنانچہ یہی ہوا، میری شفیق والدہ کا
دل قدرتی طور پر نرم پڑ گیا۔ انہوں نے کہیں سے
کوشش کر کے یہ رقم میرے حوالہ کی، اور میں
نے کتاب حاصل کر لی۔

اب میں نے کتاب پڑھنا شروع کیا، اور
کتاب نے میرے دل کو ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن یہ
کوئی تند و تیز، ناگوار، اور پریشان کن حرکت نہ
تھی، یہ بہت نرم گداز اور روح پرور و
جاں نواز حرکت تھی، میرا دل خوشی سے اس طرح
جھوم اٹھا جیسے باد بہاری سے کوئی شاخ گل
جھوم اٹھے اور پھولوں کے بوجھ سے لٹک جائے۔

یہ وہ فرق ہے جو عام فاتحین، نامور
شخصیات کے حالات زندگی اور سیرۃ النبیؐ کی
کتابوں میں آپ کو نظر آئے گا۔ وہ کتابیں بھی
دل میں ایک حرکت، اضطراب اور تموج پیدا
کرتی ہیں۔ لیکن وہ اضطراب دل پر باہر سے
حملہ آور ہوتا ہے اور ناگوار اثر چھوڑتا ہے۔
اس کے برخلاف سیرت نبویؐ کی کتابوں سے دل
میں جو حرکت پیدا ہوتی ہے وہ خود قلب ہی کی
سے اٹھتی ہے، اس کو آرام و راحت پہنچاتی
ہے اور سکون و مسرت سے ہم آغوش کرتی
ہے۔

میرا دل اس کتاب کے ساتھ اس طرح
ہم آہنگ ہو گیا اور اس نے اس سے ایسا لطف
اٹھانا شروع کیا جیسے وہ اسی کتاب کے انتظار
میں تھا۔ میں نے اس کتاب کے مطالعہ کے دوران
ایک نئی اور عجیب لذت محسوس کی، [illegible]
[illegible] میں نے اپنی عمر کے اس دور میں
[illegible] کے ساتھ میں شوق [illegible]

[illegible] محسوس ہوا ہوں، آشنا تھا، یہ نہ
بھوک کے وقت مزیدار کھانے کی لذت تھی،
نہ عید کے دن نئے جوڑے کی، اور شوق و
ولولے کے ساتھ کھیل کود کی [illegible] مسلسل محنت
[illegible] اور اس مذاکرہ کے بعد [illegible]
کسی مقابلہ یا میچ میں فتح کی، اور نہ کسی ہمدم
دیرینہ اور بچھڑے عزیز کی ملاقات کی، یہ ان
تمام مزوں اور لذتوں میں کسی قدر بھی مشابہ
نہ تھی۔ یہ ایک ایسی لذت تھی جس کا مزہ میں
جانتا تھا لیکن اس کو الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا
تھا۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ اس کو صحیح طور
پر بیان کرنے اور ایک یا دو لفظوں میں اس
کو ادا کرنے سے میں آج تک قاصر ہوں، زیادہ
سے زیادہ جو میں کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ
روح کی لذت ہے، لیکن جو روح نہیں رکھتے
اور ان کو روحانی لذت کا احساس نہیں ہوتا،
نہیں سمجھ سکتے، یہ معصوم بچے بڑوں سے زیادہ
لطیف روح کے مالک ہیں، اور زیادہ صحیح طور
پر سمجھتے ہیں خواہ وہ اس کو بیان نہ کر سکیں۔

میں اس سرور انگیز اور وجد آفریں
کتاب میں جب قریش کے ان لوگوں کے واقعات
پڑھتا تھا جو اسلام لائے تھے اور اس کے نتیجہ میں
ان کو سخت سے سخت اذیتیں دی جاتی تھیں
اور وہ ان کو صبر و استقامت بلکہ لذت و مسرت
کے ساتھ برداشت کرتے تھے تو اس وقت میں
محسوس کرتا تھا کہ یہاں ایک لذت اور بھی ہے
جس سے امراء، اغنیاء اور وہ لوگ جن کو دنیا
والے خوش نصیب و اقبال مند سمجھتے ہیں بالکل
ناواقف ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کو راہِ حق
میں کوئی تکلیف اٹھانی پڑے، عقیدہ کی خاطر
ظلم برداشت کرنا پڑے اور دعوت دین
کے راستہ میں آپ کو ذلیل کیا جائے۔ یہ
وہ لذت ہے کہ فتح و کامرانی، اور ثروت و
اقبال اور جاہ و اقتدار کی کوئی لذت اس کا
مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں نے دیکھا کہ میرا دل
اس بات کا مشتاق ہے کہ اس کو یہ لذت، عزت
اور سعادت حاصل ہو خواہ پوری عمر میں
ایک ہی بار ہو سکے۔

میں نے مصعب بن عمیرؓ کا واقعہ پڑھا،
وہ مصعب بن عمیرؓ جو خوش ذوقی [illegible]
[illegible]
[illegible] مدینہ [illegible]

[illegible] کے دلدادہ [illegible] جب وہ سیر کے لئے
نکلتے تو جسم پر سو درہم کی پوشاک ہوتی
اور سارے شہر میں ان کا چرچا تھا لیکن جب
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
میں اپنا ہاتھ دیا تو دولت مندی کے اس اونچے
مقام سے ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو گئے، اب وہ
موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے، اور سادہ زندگی گزارتے
اور بعض وقت اپنی چادر کو ببول کے کانٹے سے
سینے پر مجبور ہوتے، یہ منظر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو آب دیدہ کر دیتا، اور آپ کو خیال
گزرتا کہ پہلے ان کی زندگی کتنی آرام دہ اور
پرتکلف تھی، یہ نوجوان جب غزوۂ احد میں شہید
ہوا تو اس کے بدن پر صرف ایک چادر تھی،
اور وہ بھی اتنی مختصر کہ اگر چہرہ پر ڈالی جاتی
تو سر کھل جاتا اور سر پر اوڑھایا جاتا تو پیر
کھل جاتے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ان کا سر ڈھک دو اور پیروں پر
اذخر گھاس ڈال دو۔ میں نے یہ قصہ پڑھا
تو اس نے مجھے اپنا اسیر اور گرویدہ بنا لیا،
اور میرے دل و دماغ پر پورا قبضہ کر لیا۔
اس قصے سے مجھے اندازہ ہوا کہ پرتکلف اور
نازونعم کی زندگی، بیش قیمت پوشاک، لذیذ و
نفیس کھانے اور عالی شان محل کے ماسوا
انسان کی ایک اور ضرورت بھی ہے جہاں تک
دولت مندوں اور بادشاہوں کی رسائی نہیں،
ایک ایسی لذت بھی ہے جس سے یہ معدہ کے
پرستار اور خواہشات کے گرفتار نا آشنا ہیں۔
میں نے اپنے دل کو دیکھا تو میں نے محسوس کیا
کہ اس کو اس ضرورت اور لذت کی آرزو اور
جستجو ہے اور اس کی نگاہ میں اس بلند اور حقیقی
حقیقت کی جتنی قدر اور عزت ہے، امراء و
اغنیاء کے حسین و قیمتی کپڑوں، محلوں کے ٹھاٹھ
اور بے روک ٹوک خواہش کی نہیں۔

میں نے اسی میں ہجرت نبویؐ کا قصہ بھی
پڑھا، وہ قصہ میں نے [illegible]
قصہ میں نے نہیں پڑھا اور جس کو مصنف نے
اپنی کتاب میں بڑی سادگی اور سچائی کے ساتھ
بیان کیا ہے ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ تشریف لا رہے ہیں، تمام لوگوں کے دل
[illegible] آپ کے لئے چشم براہ بلکہ فرش راہ ہیں،
ہر ایک کی خواہش ہے کہ آپ کے پاس حاضر ہونا چاہے [illegible]
خلوص و سادگی کے ساتھ کہتا ہے، حضور [illegible]

---

* ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی صاحب [illegible] انہوں نے انتقال فرمایا، [illegible]
[illegible] کی یادگار ہیں۔

جار ہے وہاں تشریف لائیں جب کہ آپ پر شاد ہے۔ آپ بلقاء الٰہی واصلی الارشاد فرماتے ہیں یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے اس کو راستہ دیدو۔ پھر یہ اس جگہ ٹھہرتی ہے جہاں آج مسجد نبوی کا دروازہ ہے اور اونٹنی بیٹھ کر انکار کر دیتی ہے اور مشیت الٰہی کا فیصلہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ شرف حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حاصل ہو۔ ابو ایوب انصاری اپنے محبوب مہمان کو لیکر اپنے گھر میں ... اور سامان اتروا لے لیا۔

میں اس فرحت پر ابو ایوب انصاری کی مسرت کو محسوس کر سکتا تھا جو تقدیر نے ان کے دروازہ پر بچھا دی تھی اور دیکھ سکتا تھا کہ وہ کس مسرت اور گرمجوشی کے ساتھ آپ کی ضیافت کر رہے ہیں۔

مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرا دل مجھے چھوڑ کر اب ناقۂ نبوی کے ساتھ ساتھ ہے اور اسی کی ہمرکابی میں مدینہ پہونچا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے کہ یہ دلکش سماں میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ فاتحین و سلاطین، اور تاریخ کے نامور فاتحین کے فاتحانہ داخلے ... کے ... میرے ... اور ... کے مقابلہ میں ... وقت ... ادنیٰ معلوم ہونے لگے کسی انسان سے کسی انسان کی محبت و وفاداری کا ....

.... یہ منظر میرے دل میں اور میرے حافظہ پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو گیا۔

میں نے احد کا قصہ بھی پڑھا جہاں اخلاص و وفا، قربانی و ... ، ایمان و یقین، شرافت ... کی ... ہے ... و ... اور ... کی ... میں کسی اور ... جائے گی جب اس ... دیکھ کر لوگوں نے اپنے ہاتھ ... دئے ہیں اور ... کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو ... کہا: "جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی ہے تم بھی اسی پر جان دیدو" اور کسی نے یہ کہا کہ مجھے احد کے اس پار سے جنت کی خوشبو آرہی ہے جن کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ وہ اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں کسی طرح حضور کی خدمت میں پہونچ جائیں۔ جب ان کو اٹھا کر وہاں پہنچایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر انھوں نے جان دیدی۔

ابو دجانہ نے کسی طرح حضور کو بچانے کے لئے اپنے کو ڈھال بنا لیا تھا، اور سارے تیر ... پر گر رہے تھے، اور وہ آپ پر جھکے ہوئے تھے اس طرح محبت و جانثاری کے اور واقعات یکے بعد دیگرے میرے سامنے آتے گئے کبھی میرا دل بھر آتا اور میں بے ساختہ رو دیتا، کبھی سرور و مستی میں جھوم جھوم اٹھتا۔

اس کتاب کا اور اس کے مخلص مصنف کا وہ احسان جو میں کبھی نہ بھولوں گا یہ ہے کہ اس نے میرے دل میں اس خوابیدہ و مخفی محبت کو ابھارا ہے جس کے بغیر زندگی میں کوئی مزہ نہیں، اور جس کے بغیر اس زندگی کی کوئی قیمت بھی نہیں، کسی فارسی شاعر نے شاید اسی موقع کے لئے کہا تھا ؎

خوش آں وقتے کہ بر زندہ دلاں ... محبت
... آں روز کہ ... ہشیاری گذشت

یہی دانۂ محبت تو زندگی کا حاصل اور مغز کا بھی مغز ہے، فارسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

در ... کا ... کردیم تہہ
یک دانۂ محبت است باقی ہمہ کاہ

یہی وہ محبت ہے جس کی وجہ سے یہ عبقری و ذہین انسان ہمیں انسانی صفوں میں اور اپنے ہم چشموں اور قبیلوں میں بہت بلند و بالا نظر آتے ہیں، یہی وہ ... ہے جس کی وجہ سے معمولی اور ... کے لوگوں نے ایسے ایسے کام کئے اور اتنی بڑی خدمت انجام دی جو بڑے بڑے طاقتور، دولتمند اور ذی حیثیت لوگ نہ کر سکے، اس کی وجہ سے ایک شخص نے بڑی بڑی قوموں پر غلبہ حاصل کیا، کسی ایک قوم نے جب اس ... کو استعمال کیا تو پوری دنیا اس کے قدموں پر آ گری۔

یہ وہ محبت ہے جس میں آج یہ امت بہت مفلس اور تہی دامن ہو چکی ہے آج اس کے پاس بڑی دولت ہے ... ہے اور ... علم ہے، جاہ و منصب ہے ... ملکوں کی زمام اقتدار اس کے ہاتھوں میں ہے، لیکن وہ زندگی کے اس "آب حیات" سے محروم ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ وہ ایک بے جان لاشہ ہو کر رہ گئی ہے جسکو زندگی اپنے کاندھوں پر اٹھائے پھرتی ہے۔

یہ وہ سرچشمۂ محبت ہے جس سے سب سے زیادہ محروم ہمارا جدید تعلیم یافتہ اور مغرب زدہ طبقہ ہے اور اس محرومی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس کی روح سب سے زیادہ بے سرور و بے کیف ہے، اس کے اندر مقابلہ کی طاقت سب سے کم ہے، وہ ملت کے دوسرے طبقوں سے زیادہ بے اثر اور بے وزن ہے، اسکی زندگی سب سے زیادہ بے مزہ و بے لطف اور اس کی کوششیں سب سے زیادہ بے مقصد اور رائیگاں ہیں۔

اس کتاب کا اور صاحب کتاب کا میں دل سے شکر گذار ہوں اس لئے کہ اس ... محبت کے پرسکون ساز کو چھیڑ دیا اور اس بات کا بھی شکر گذار ہوں کہ اس نے اس ابھرتی ہوئی، مہکتی اور زندہ و بیدار محبت کا رخ اس شخصیت کی طرف پھیر دیا جس سے زیادہ اس محبت کا کوئی اور حقدار نہیں، جو اس کائنات میں حسن و احسان اور جمال و کمال کا سب سے بڑا پیکر ہے اور جس سے زیادہ صورت و سیرت، اور کمال ظاہر و باطن کا دلکش انسانی نمونہ خالق و مالک اور رزاق مطلق نے کوئی اور نہیں بنایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

اس امت کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس نے دل سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے اور محبت کی دولت سے محروم ہے اقبال نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

شب پیش خدا بگریستم زار
مسلماناں چرا زارند و خوارند
ندا آمد نمی دانی کہ ایں قوم
دلے دارند و محبوبے ندارند

خدا کی سلامتی ہو آپ پر اے سلیمان!

مجھے آپ کی کتاب سے دو ایسی نعمتیں حاصل ہوئیں کہ اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں۔

ایک محبت کی نعمت، دوسرے ایک صحیح عقل اور معرفت کی نعمت ——

اور دراصل یہ نعمت کتنی بڑی ہے!!

سید ... احمد ...

...تھوڑی سی

آپ بھی سنئے یہ شہ خاک نشیں تھوڑی سی
داستانِ دل رنجور و حزیں تھوڑی سی

حوضِ کوثر پہ تو پینا ہی ہے جی بھر کے مگر
میرے ساقی مجھے مل جائے یہیں تھوڑی سی

بالیقیں باعثِ رشکِ مہ و خورشید ہے
خاکِ پا آپ کی مل لے جو جبیں تھوڑی سی

ہم میں آجائے وہی عظمتِ بوبکرؓ و علیؓ
آپ کی ہو جو عنایت شہِ دیں! تھوڑی سی

ہو گیا اس کا غلامانِ محمد میں شمار
جس نے چکھ لی مے ایمان و یقیں تھوڑی سی

روضۂ سید عالم کی زیارت کی کی
دیکھ لی میں نے بھی فردوسِ بریں تھوڑی سی

ہے تو حسرت یہی موت آئے وہیں جا کے طفیل
کاش مل جائے مدینے کی زمیں تھوڑی سی

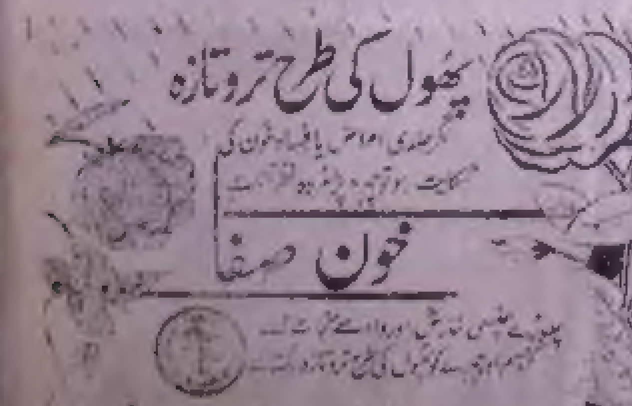

۲۵ برس میں جو نسل تیار ہوئی ہے اس میں صبر و تحمل، خدا کا خوف، ایثار و قربانی، خلوص و محبت اور انسانوں سے ہمدردی کا دور دور تک پتہ نہیں

حضرات! میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے یہاں میری پہلی حاضری ایسے موقع پر ہو رہی ہے جب ملت کے درد مند اصحاب سب سے زیادہ اہم اور نازک ترین مسئلہ پر غور و فکر کے لئے جمع ہیں۔ بیشک عزت و آبرو، جان و مال کی حفاظت، معاشی، اقتصادی اور سیاسی مشکلات بھی اہم مسئلے ہیں اور ہر مسئلہ ہماری توجہ کا مستحق ہے لیکن [illegible] عقیدہ کا مسئلہ، اسلامی معاشرہ کا مسئلہ ان سب سے زیادہ اہم اور سب پر حاوی ہے۔ ملت کی پوری [illegible] اسی مسئلہ کے گرد گھومتی رہی ہے۔ دنیا کے کسی گوشہ [illegible] مسلمانوں نے سب کچھ [illegible] جان کو [illegible] ان کی انفرادی اور اجتماعی طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے [illegible] آخرت کا بھی مسئلہ ہے اور ایک مسلمان [illegible] دنیا کی نہیں آخرت کی بھی کامیابی چاہتا ہے بلکہ آخرت کی کامیابی دنیا کی کامیابی سے ہزار درجہ عزیز ہے یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر صحابہ کرام و تابعین [illegible] امت یہاں تک کہ پچھلی صدی تک مسلمان عوام اور بادشاہوں نے بھی پوری زندگی اس طرح گزاری ہے کہ عقل حیران ہے۔

پہلے ملک غلام تھا ہم آزاد تھے آج ملک آزاد ہے لیکن ہم غلام ہیں۔

ہندوستان میں خاص طور پر آزادی کے بعد [illegible] سخت حالات سے دوچار ہیں [illegible] جمہوریت ہے دستور میں [illegible] حقوق کے مطابق ہر شخص کو اپنے عقیدہ [illegible] اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی ہے لیکن [illegible] حکومت کی نیت صاف نہیں ہے۔ نئے نئے قوانین اور ہوشیار [illegible] ایسے حالات پیدا کر دئے ہیں [illegible] ہماری [illegible] اور ہمارے [illegible] گزرنے والوں کی [illegible] لازم ہے [illegible] کی حفاظت و صیانت [illegible] آزادانہ خود تعلیم کا مکاتب و مدارس قائم کرنے اور انہیں چلانے کے لئے بے پناہ محنت کرنی پڑ رہی ہے [illegible] کی زد میں ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں آزادی کی صبح ہوتے ہی جبری تعلیم کی [illegible] میری طالب علمی تھی میرے استاد [illegible] عبد الرحمن صاحب نے [illegible] سب سے پہلے [illegible] لوگوں کو متوجہ کیا [illegible] طلبہ نے ان کی آواز پر لبیک کہا [illegible] محنت کر کے [illegible] بچوں کا [illegible] بچیوں کا اسکول قائم کر دیا [illegible] CENSUS [illegible] بچے [illegible] رہے [illegible] کے بعد [illegible] آگے نہ بڑھی۔

[illegible] مولانا [illegible] صاحب [illegible] کی [illegible] کوشش و محنت کے بعد علمائے کرام اور [illegible] مکاتب [illegible] دوسری [illegible] ضرورت اور افادیت واضح کی [illegible] آسان [illegible] کا [illegible] نتیجہ [illegible]

دوسرے صوبوں میں پھیل گئی۔ بے شمار کانفرنسیں ہوئیں اور گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں جلسے ہوئے سیکڑوں ہزاروں نئے مدرسے کھل گئے بعض ضلعوں میں ڈھائی سو سے لے کر تین سو مدرسے تک قائم ہوئے جیکر سرکار اپنے سارے وسائل اور لاکھوں روپے کی گرانٹ اور برسوں کی جد و جہد کے بعد کہیں اس تعداد میں مدرسے قائم کر سکی تھی۔

قاضی صاحب کا ملت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انکی بروقت کوشش اور جرأت و ہمت نے ہزاروں لاکھوں بچوں کو کفر و الحاد سے بچا لیا اور اس کے نتیجہ میں سیکڑوں خاموش کارکن پیدا ہو گئے قاضی صاحب کا جنازہ علی خدا کے حضور میں بڑے سے بڑا اجر دلانے کے لئے کافی ہے قاضی صاحب کے سیاسی مسلک سے ان کے بہت سے مخلصین کو اختلاف ہے لیکن دین کے اس عظیم ترین کام دینی تعلیمی تحریک میں ان کی اولیت ان کے اخلاص اور ان کے اخلاص بیتر [illegible] تعلیمی تحریک کی اہمیت کے باعث سب اُن کے شانہ بشانہ دیکھے جاتے ہیں۔

اس ملک میں نظام تعلیم جب تک نسبتاً آزاد تھا اور لوگ جمہوریت، سیکولرزم، سوشلزم، قومی دھارا، قومی یکجہتی، نیشنل انٹیگریشن جیسی نادر الوجود اصطلاحات سے نا واقف تھے اس میں زیادہ صحیح معنوں میں اخلاقی قدروں کا پاس تھا طلبہ اور اساتذہ کا رشتہ شفقت محبت اور ادب و احترام کا تھا۔ لباس میں، چال ڈھال میں، گفتگو میں وقار تھا، چھوٹے بڑے کا لحاظ تھا تعلیم یافتہ طبقہ میں اسلامی قدریں بھی کم تھیں لیکن انسانی قدروں کا کچھ نہ کچھ پاس ضرور تھا، لیکن دیکھتے دیکھتے مادہ پرستی کی بھینٹ پر سب کچھ قربان کر دیا گیا۔ اب تعلیم یافتہ وہ ہے جو پیٹ کی لعنت سے واقف ہو اور پیٹ کے حدود اربعہ اور جغرافیہ سے واقفیت حاصل کرنے میں بچپن ہی سے ایسا لگ گیا ہو کہ اس دنیا کے علاوہ اسے دوسری دنیا کی خبر نہ ہو۔ بقول اقبالؔ ؎

؎ جانان حیرت سرکہ بیٹے ہیں مدرسہ میں
نہ تراشیں [illegible] ادائے کا [illegible]

ملک کے طول و عرض میں طلباء نے کس طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آگ لگائی اور اپنے اساتذہ کو زد و کوب کیا یہاں تک کہ ان کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ حد یہ ہے کہ نقل نہ کرنے دینے پر اسکولوں اور کالجوں میں آگ لگا دی اور حقیقت کس سے پوشیدہ ہے کہ بر سر عام پورے پورے درجات میں کھلے عام نقل ہوتی ہے کہیں ایسے اساتذہ بھی موجود ہیں جو اس کی قیمت شراب اور عورت کی شکل میں اپنے طلباء سے وصول کرتے ہیں جن اسکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں ساتھ پڑھتی ہیں۔ دیکھنگ، کسنگ اور دوسری [illegible] چیزوں کے عادی ہو چکے ہیں، سینما سب سے بڑا معلم ہے۔ وہ سینما جسے ایک امریکی بچے نے کیا کہ سینما جسے ہم اپنی ترقی کا ضامن سمجھتے ہیں [illegible] جرائم کی درسگاہ ہیں یہ جو کسر تھی وہ ابتدائی درجہ سے جنسی تعلیم جنسی رسائل اور جنسی ناولوں نے پوری کر دی ہے۔

آج تعلیم ان [illegible] لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو [illegible] ذاتی اغراض [illegible] کی خاطر [illegible] کوئی [illegible]

محسوس نہیں کرتے جو خود شراب کے عادی اور صبح کہیں اور شام کہیں کے فلسفہ پر عمل پیرا ہیں۔ آج جس درجہ اصولوں سے آرٹ نوازی اور ترقی پسندی کی صورت میں ملک کو جس ایک اخلاقی انارکی میں مبتلا کیا ہے تاریخ کی بدترین شخصیتیں بھی ان کے سامنے گرد ہیں۔ بہ حیثیت مجموعی ملک کو افلاس، معاشی بدحالی اور جنگ سے وہ نقصان نہیں پہنچا جو موجودہ تعلیمی نظام سے پہنچا ہے یہ ایک ایسی دھماکہ خیز صورت ہے جس کی عکاسی آسان نہیں اور جو ابھی کچھ دنوں مبالغہ آمیز سمجھی جائے گی۔

مخلص حیدر پالی نے صحیح لکھا ہے کہ "پہلے ملک غلام تھا ہم آزاد تھے آج ملک آزاد ہے لیکن ہم غلام ہیں"

ہمارے نئے مسئلہ کی سنگینی اور بڑھ گئی جب مسلمان بچوں کو ایسے مضامین اور کتابیں پڑھائی جانے کی کوشش شروع ہوئی جن کے پڑھنے کے بعد بچے کا سرے سے اسلام پر قائم رہنے کا سوال نہیں رہتا۔ وہ بچہ جو بڑا ہو کر ان حالات سے مقابلہ کر سکتا اور حالات کے رخ کو پھیرنے کی جد و جہد کرتا جب اس کا دل و دماغ ہندو دیوی دیوتاؤں اور کفر و الحاد اور شرک [illegible] پھیلانے والے واقعات سے مسموم ہوگا اور انبیاء کرام کی [illegible] اور حضور کے پیغام سے جب دوسرے سے نا بلد ہوگا تو نہ صرف وہ اپنے مذہبی بنیادی عقائد سے محروم ہوگا بلکہ اس دور کی ہلاکت خیز خرابیوں اور اخلاقی [illegible] کے خلاف نہ اس میں غیرت ہوگا اور نہ پامال انسانیت کو بچانے کی تحریک اور جذبہ وہ خود اس معاشرہ کا جز ہوگا اور خرابیوں اور بربادیوں میں [illegible] ہوگا، ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس طرح کی چیزیں کسی مذہب کی بنیاد ہیں تو اس مذہب والوں کو انہیں اپنانے کا پورا حق ہے لیکن اسلام اور اس کے ماننے والوں کا دینی فریضہ اور ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی نسلوں کو اس طرح کے مخالف اسلام عقائد اور خلاف انسانیت معاشرہ کی تعلیم سے بچائیں اور مسلمان بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم کے مکاتب پوری سرگرمی سے [illegible] کریں اور پوری سرگرمی اور لگن سے چلائیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ [illegible] میں [illegible] جو اردو ہندی دونوں زبانوں سے واقف تھے لیکن ان کے ہمدردوں کو مجبور کیا گیا کہ اردو [illegible] چھوڑیں [illegible] گئے اور [illegible] آزاد خود تعلیم مدارس قائم کئے [illegible] پر [illegible] پابندیاں لگا دی گئیں اور مقدمات چلائے گئے ایک طرف [illegible] اور دوسری طرف مشکل ہے وہ ایک مسلمان بچوں کو پورے شلغ [illegible] کے نظام [illegible] دستخط کیا جاتا [illegible] کی [illegible] کے خلاف [illegible] ڈاکٹر [illegible] کمیشن کی رپورٹ نے مسلم بچوں کی تعلیم اور [illegible] کے [illegible] پرچے کو [illegible] کے [illegible] حکومت کی [illegible] کا مسلسل [illegible] میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

[illegible] دینی تعلیمی کانفرنس۔ [illegible]

عبد القادر وطاش الترکستانی ـــــ تلخیص و ترجمہ: آفاق مظہر ندوی

مشرقی ترکستان ـــ ظلم و بربریت کی چکی میں

عالم اسلام، ماضی قریب کی تاریخ میں بہت سے عظیم حادثوں سے دوچار ہوا ہے جیسے اندلس اور بخارا کا سانحۂ عظمیٰ اور اسی طرح سائبیریا اور اس کے بعد ترکستان کا اندوہناک حادثہ اور جب جب بھی ان کے زخموں سے خون رستا تو وہ اپنے پڑوسی ملکوں کی طرف رحم طلب نظروں سے دیکھتے کہ شاید ان کے درد و الم میں اخوت اسلامی کے جذبہ سے مسلمان ان کی مدد کریں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پوری امت خواب غفلت میں ہے اور اس نے دنیوی زندگی ہی کو اپنا محور و مرکز بنا لیا ہے اور اس کی ظاہری چمک دمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے اور ان کی روح اس مومن صادق کے جذبہ سے خالی ہو گئی ہے جس کی توصیف حضور اکرم صلعم نے ان الفاظ میں کی ہے "مثل المومنین فی توادهم وتراحمهم كمثل الجسد الواحد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالحمى والسهر"۔ اس جذبۂ ہمدردی کی کمی نے ان کو کہیں کا نہ رکھا یہاں تک کہ دوسری قومیں ان پر ٹوٹ پڑیں، ان کے عقائد میں رخنہ ڈالنے کی طرح طرح سے سازشیں کیں اور ان کے ملکوں پر بدخواہوں نے اپنی نگاہیں جما دیں۔

لیکن ایک زمانہ وہ بھی آیا جب امید کی ایک ہلکی سی کرن نمودار ہوئی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ اس بے حسی اور جمود کا خاتمہ ہو جائے گا، یہ وہ زمانہ تھا جس میں اس مخلص بے لوث دعوت کی تحریک چلائی گئی جس میں مسلمانوں کو دعوت دی گئی کہ وہ آپس میں اخوت و محبت کے رشتہ کو مضبوط کریں اور باہمی منافرت و عداوت کو ترک کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں، میں پورے عزم و یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اب ہم امت مسلمہ خواب گراں سے بیدار ہو چکے ہیں اور اپنے ان دینی بھائیوں سے واقف ہو رہے ہیں جو دور دراز علاقوں میں اپنی زندگی مصائب و مشکلات اور امید و بیم کی کیفیت میں گزار رہے ہیں اور ہم اپنی مقدور بھر کوششیں ان کی مدد میں صرف کر رہے ہیں۔ اس وقت میں ترکستان کے مسلمانوں کی پریشانی اور کمیونسٹ نظام کے ظلم و زیادتی کی داستان آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

"ترکستان"

ترکستان فارسی لفظ "ترک" سے ماخوذ ہے یہ ایشیا کی وہ قدیم قوم ہے جو آلتائی پہاڑ اور سائبیریا کی زمین میں پھولی پھلی "ستان" کے معنی جگہ، زمین اور شہر کے ہیں اس لحاظ سے ترکستان معنی ترکوں کا شہر کے ہو گئے۔ اسی وجہ تسمیہ کی بنا پر اس خطہ کو جہاں ترک قوم بستی ہے ہم ترکستان کہہ سکتے ہیں لیکن جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے اس کے سرحد کی حد بندی یوں ہے، شمال میں سائبیریا مغرب میں وادی والگا اور بحر (الخزر) ہے جو آجکل قزوین کے نام سے مشہور ہے۔۔ مشرق میں منگولیا اور چین، اور اس کے جنوب میں ایران، افغانستان اور کشمیر و تبت ہے۔ ترکی ادیب کے بقول "لفظ ترکستان پہلی بار وہ سامانیوں نے اس ملک کے لئے استعمال کیا تھا" ترک قوم کی نسل کے ماتحت تھا۔ معجم البلدان میں یاقوت کہتا ہے کہ ترکستان ان تمام ترکی شہروں کے مجموعے کا نام ہے جو کہ چین، تبت، خزر اور کیماک سے ملتی ہے اسلامی دور کے بعد کے مؤرخین اور جغرافیہ داں حضرات نے ماوراء النہر کے شہروں کو ترکستان کہا ہے۔ ابن اثیر اپنی کتاب کامل میں لکھتے ہیں کہ ترکستان کاشغر بلاساغون، ختن، ترمذ وغیرہ آتا جاتا اور ماوراء النہر کے پڑوسی ملکوں کا نام ہے۔ ترکستان کا رقبہ چھپن کروڑ اسی ہزار چار سو اٹھارہ مربع کیلومیٹر ہے اور آبادی تقریباً ۰۴ کروڑ ہے۔ اکثریت مسلمانوں کی ہے اور ترکستان خود اپنی تہذیب و تمدن کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہے۔ ترک بہادری، شہسواری اور خودداری میں اپنی مثال آپ ہیں، اپنے عقیدہ پر ثابت قدم رہنے والے ہیں، اور اپنی آزادی اور عزت و آبرو کے لئے جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ یاقوت نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ، ترک قوم میں شان و شوکت دبدبہ اور بلند ہمتی پائی جاتی ہے ان کے اندر خودداری ہے جس نے ان کو دنیا کی تمام دوسری قوموں سے ممتاز کر دیا ہے۔ شاعر مشرق اقبالؒ نے "شکوہ ترکمانی" کی تعریف کی ہے۔

اسلام کی روشنی ترکستان میں پہلے پہل اس وقت پھیلی جب عبد الملک بن مروان کے عہد میں قتیبہ بن مسلمؒ نے ۹۴ھ میں سمرقند کو فتح کیا پھر ۹۶ھ میں مشرقی پاکستان (ترکستان) کے شہر کاشغر کو فتح کیا، جب ترکیوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انہوں نے بہت جلد اس پر لبیک کہا اور ایک جانباز سپاہی کی طرح اپنا سب کچھ اسلام کے راستہ میں قربان کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے عربی زبان کو سرکاری زبان بنایا جو کہ آج تک قائم ہے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ عہد الغوز اور سرکاری دفاتروں میں ان ان دستاویزات کو ترجیح دی جاتی ہے جو عربی زبان میں لکھے ہوئے ہیں، سکوں پر بھی اس قسم کی تحریر ملتی ہے (ضرب فی کاشغر و سمرقند) لکھ یہ سمرقند اور کاشغر میں بنایا گیا ہے۔

ترکستان کی سرزمین نے بہتیرے صاحب کمال علماء پیدا کئے جو آفتاب و مہتاب بن کر عالم اسلام پر چھا گئے۔ ان میں امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلمؒ، فارابی، ابن سینا اور زمخشری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ترکستان اپنے جغرافیائی اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے، مشرقی اور مغربی۔ میں اس وقت آپ لوگوں کے سامنے صرف مشرقی ترکستان کے بارے میں کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہماری گفتگو بہت لمبی نہ ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مشرقی ترکستان کو جتنا قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا جتنا ہونا چاہئے تھا۔

مشرقی ترکستان پر ایک طائرانہ نظر:

مشرقی ترکستان اپنے رقبہ کے اعتبار سے ۱۸ لاکھ ۲۸ ہزار ۵ سو ۷ مربع کیلو میٹر میں پھیلا ہوا ہے آبادی تقریباً ۲ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ بعض لوگوں نے ۲ کروڑ اور ۲۰ کروڑ بھی کہا ہے۔

مشرقی ترکستان چونکہ سائبیریا، منگولیا، چین، تبت، ہندوستان اور کشمیر کے درمیان واقع ہے اس لئے فوجی اعتبار سے بھی اس کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اور قدیم زمانے میں بھی مشرق و مغرب کے درمیان نقطۂ اتحاد کی حیثیت رکھتا تھا گیہوں، روئی، سبزیاں نیز دیگر اناج اور میوے کی کھیتی ہوتی ہے معدنی اشیاء کے اعتبار سے بھی اور کئی معدنیات کا حامل ہے ان میں قابل ذکر پتھر کا کوئلہ، پٹرول، یورینیم بارود، ہیں ـــــ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان میں بہا خزانے کا ایک بڑا حصہ ابھی پوشیدہ ہے۔

مشرقی ترکستان پر کمیونسٹوں کا قبضہ:

مشرقی ترکستان زمانہ دراز سے روسی اور چینی سامراج کے ساتھ کشمکش میں مبتلا رہا اور اپنی آزادی کے لئے پیہم جد و جہد کرتا رہا متعدد جنگیں بھی ہوئیں جیسا کہ چین کے دارالسلطنت پیکنگ میں پائے گئے سرکاری کاغذات سے پتہ چلتا ہے۔ مختصر یہ کہ ۱۹۴۹ء میں مشرقی ترکستان پر چینی کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا تو ترکستانیوں نے چینیوں سے بہت سخت جنگ کی اور ان کے خلاف اپنی جنگ مدد جاری رکھی بالآخر تنگ آ کر کمیونسٹوں نے اپنے جارحانہ حملوں کو اور تیز کر دیا حتیٰ کہ بیرونی ملکوں سے اسکے تعلقات کو یکسر ختم کر دیا، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کمیونسٹ ترکستان پر کیوں قبضہ چاہتے تھے اور مسلم قوموں پر جابرانہ تسلط کیوں جمانا چاہتے تھے۔ اس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں،

۱۔ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ مشرقی ترکستان کی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے، اور اسلام کا نظام اس کے اصول و مبادی کمیونسٹ نظام کے بالکل خلاف ہے اس لئے انہوں نے اسلام اور اس کے پیروؤں کو ختم کرنا چاہا تاکہ ان کو اپنے نظریے کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

۲۔ ترکستان ایک زرخیز علاقہ ہے اور کمیونسٹ اس سے غلط فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اور وہاں کی معدنی اشیاء کو استعمال میں لانے کے لئے قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

۳۔ چونکہ مشرقی ترکستان کی سرحد روسی سرحد سے متصل ہے جس سے چین اور روس کے درمیان جنگ کے موقع پر اس کو جنگی اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔

۴۔ کمیونسٹوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ترکستان اصل میں چین ہی کا حصہ ہے، جیسا کہ ان کی بعض تاریخی کتابوں میں اس کی تصریح ہے حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہے کیونکہ ترک سرزمین میں بہت پرانے زمانے سے بستے چلے آ رہے ہیں۔ اور ان کا تعلق کسی چینی خاندان سے مطلق نہیں ہے جس کا اعتراف بہت سے چینی رہنماؤں نے بھی کیا ہے، مزید برآں ترکستان کی بہت سی سرکاری تاریخی کتابوں میں تحریر ہے کہ ترکستان ایک اجنبی ملک ہے چین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

۵۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ ترکستان کے باشندوں سے اپنا انتقام لیں جن کے انقلاب نے انہیں بہت زیادہ نقصان پہنچایا اور ان کے لئے ذہنی پریشانی اور شکست کا باعث بنا یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ترکستان میں پچاس سے زائد انقلاب برپا ہوا۔

مشرقی ترکستان کو چینی علاقوں میں ضم کرنے کی ناپاک کوشش:

کمیونسٹوں نے ترکستان کی تاریخ کو مسخ کرنے، شہروں کے نام بدل دینے کی کوشش کی اور اس کے علاقوں کو چین میں ضم کرنے کی طرح طرح کی کوشش کی۔

۱۔ مشرقی ترکستان کا نام بدل کر "سنکیانگ" رکھ دیا جس کے معنی چینی زبان میں نئے سرے سے قبضہ جمانے کے ہیں۔ ترک باشندوں کو "شانتو" کا لقب دیا۔ "شانتو" چینی زبان میں اس آدمی کو کہتے ہیں جو سر پر کپڑا لپیٹے ہوئے ہو اور ترک بھی عمامہ باندھتے تھے۔

۲۔ ترکستانی شہروں کے نام بدل کر چینی نام رکھ دیا مثلاً کاشغر کو شو لی، یارکند کو سوقش اور [illegible] وغیرہ۔

۳۔ چینی ترکستان میں جوق در جوق آنے لگے اور باقاعدہ [illegible] اختیار کر لی حتیٰ کہ ایک اندازہ کے مطابق نئے آنے والے چینیوں کی تعداد سات سال کے اندر [illegible] تک پہونچ گئی۔ مزید برآں ان پر دباؤ ڈالا کہ وہ اپنی لڑکیوں کی شادی چینیوں کے ساتھ کر دیں اور ایک حد تک وہ اپنے مشن میں کامیاب بھی رہے۔

کمیونسٹ اسلام کو بالکل ختم کر دینا چاہتے ہیں:

چونکہ کمیونزم کا سب سے کھلا دشمن اسلام ہی ہے اسلئے ان کی یہ [illegible] کوشش رہی کہ اس کے وجود کو ختم کر دیں اور ترک مسلمانوں کے دلوں سے اس کے نشانات اور اس کی عظمت کو مٹا دیں، انہوں نے اسلام کو مٹانے کی طرح طرح کے طریقے اختیار کئے۔

۱۔ قرآن شریف کے کئی نسخوں اور دیگر کئی دینی کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا، اور اس کا رکھنا ممنوع قرار دیا۔ انہوں نے ترجمہ کردہ قرآن کا نسخہ مسلمان طلباء میں تقسیم کیا تاکہ اس کے ذریعہ کمیونزم اور اسلام کے درمیان ایک طرح کا تعلق پیدا کریں۔

۲۔ مساجد اور دینی مدارس کو بند کرا دیا اور ان کو اصطبل اور کھیل کا میدان بنا دیا۔ ایک اندازہ کے مطابق ۲۹ ہزار مساجد اور ۲۹ ہزار مدارس بند کرائے۔

۳۔ عربی زبان، [illegible] اور درس و تدریس کو تمام بھی روک دیا۔

۴۔ دینی شعائر اور اسلام کی روزمرہ زندگی میں عبادت [illegible] کو [illegible] قرار دیا۔

۵۔ انہوں نے مسلمانوں پر جبر کیا کہ وہ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

اور انہیں قتل کیا گیا۔ کمیونسٹ نظام کے مخالفین کا قتل عام کرایا، جلاوطن کیا اور جیل کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں ٹھونس دیا۔

مسلمانوں کو طرح طرح کی سزائیں دیں:

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ کمیونسٹوں نے اسلامی شعائر اور مذہبی روایات کو مسخ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی پھر بھی جب ان کے انتقام کی آگ نہ بجھی اور بغض و نفرت کا جذبہ سرد نہیں ہوا تو انہوں نے طرح طرح کی سزائیں دیں۔

۱۔ ان کے سروں میں آہنی کیلیں گاڑی گئیں جو ان کے دماغ تک پہونچ جاتی تھیں۔

۲۔ قیدیوں کو ان سپاہیوں کی گولیوں کا نشانہ بنایا گیا جنکو نشانہ کی مشق کرائی جاتی تھی۔

۳۔ ان کے سروں میں بجلی کے ڈنک لگائے جاتے تھے جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہتی تھیں۔

۴۔ کھولتا ہوا تیل ان کے جسموں پر انڈیل دیتے تھے۔

۵۔ ناخنوں میں کیل اس طرح ٹھونکتے کہ آر پار ہو جاتی۔

۶۔ جس کو سزا دینی مقصود ہوتی اس کو اس طرح بٹھاتے کہ اعضاء تناسل پر ضرب پہونچتی اور سخت تکلیف کا باعث ہوتی۔

۷۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے جسموں کو نوچ ڈالتے۔

لیکن ان ساری بھیانک سزاؤں اور روح فرسا [illegible] کے بعد بھی مسلمان ذرہ برابر بھی نہیں ہٹے بلکہ ان سزاؤں نے ان کے عزم و ارادہ کو جلا بخشی اور پائے ثبات میں بجائے لغزش کے قوت و توانائی آگئی اسی کا ذکر کرتے ہوئے سعودی عرب کے ایک رسالہ نے لکھا ہے۔ "[illegible] سے موصول خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں مشرقی ترکستان میں کمیونسٹ نظام کے خلاف بغاوت پیدا ہو گئی ہے جس نے کمیونسٹ چینیوں کا نظام درہم برہم کر دیا اور اس کو ایک انقلابی [illegible] پر موڑ دیا۔ [illegible] مشرقی ترکستان [illegible] کی بڑی تعداد [illegible] کمیونسٹوں نے [illegible] اطلاعات و نشریات [illegible] اس کی مزید تفصیلات [illegible] معلوم ہو سکیں۔"

تجویزیں:

[illegible] مشرقی ترکستانی مسلمانوں کی [illegible]

[illegible]

۲۔ رابطہ عالم اسلامی پر ضروری ہے کہ وہ [illegible] ان شہروں کی طرف بھیجیں جو روسی اور چینی اقتدار کے تحت جی رہے ہیں تاکہ حالات کا جائزہ لیں اور ایسے طریقوں کو غور و فکر سے دیکھیں جو ان شہروں میں مسلمانوں کو آگے بڑھانے میں مدد کریں۔ رابطہ پر یہ بھی ضروری ہے کہ ان مسائل کو جو ان ملکوں میں پیش آتے ہیں اپنے جلسوں میں بحث کا موضوع بنائیں اور ان کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

۳۔ تمام اسلامی ملکوں میں ایسے اسلامی مراکز و کمیٹیاں قائم کی جائیں جو عوام کے سامنے ان حالات کو پیش کریں جو اس خطہ میں پیش آ رہی ہیں اور غیر اسلامی ممالک میں بھی ایسے پمفلٹ اور لٹریچر تقسیم کریں جن میں مسلمانوں کی پوری حالت واضح طور سے بیان کی گئی ہو۔

۴۔ اور یہ کہ اسلامی کانفرنسیں جو ہر تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد منعقد ہوتی رہتی ہیں، کمیونزم اور مارکسزم کے ظلم و جور کے خلاف آواز بلند کریں اور ترکستان کی خود مختاری و آزادی کا مطالبہ کریں، ترکستان کے مسئلہ کو عالمی پیمانے پر رکھیں اور [illegible] اخبارات میں اجاگر کیا جائے تاکہ لوگ اس سے واقف ہو سکیں اور ہمدردوں کی تعداد زیادہ ہو سکے۔

۵۔ تمام عرب ممالک پر ضروری ہے کہ وہ ترکستان کے عوام کے لئے [illegible] راستہ تلاش کریں اور ان کے لئے [illegible] کے ذریعہ وہ [illegible] کمیونزم [illegible] اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری نشر و اشاعت کے وسائل اور اخبارات پر پڑتی ہے خاص طور سے اسلامی صحافت پر۔ علماء پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تمام مسلم ممالک کے پڑھنے والوں کو اس مسئلہ کی طرف متوجہ کریں اور ان کے اندر ایسی روح پھونک دیں کہ یہ مسئلہ ان کا ذاتی مسئلہ بن جائے۔

اسلامک کلچرل لائبریری
مولوی گنج لکھنؤ

● یہ لائبریری لکھنؤ کی منفرد مذہبی لائبریری ہے۔
● یہ لائبریری مذہبی علوم و فنون اور [illegible] کے لئے قائم کی گئی ہے۔
● [illegible] قائم کی گئی ہے۔
● [illegible]
● [illegible] کے لئے قائم کی گئی ہے۔

نوٹ: [illegible]

منتظم
[illegible]

کرپشن منافع بازی اور سوشلزم!

گوپال مِتّل

[illegible] پارلیمان میں فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے خلاف کرپشن اور منافع بازی کے جو الزام لگائے گئے ان کی کسی نے تردید تو نہیں کی۔ البتہ ایک کانگریسی ممبر پارلیمنٹ مسٹر [illegible] نے کارپوریشن میں کرپشن اور منافع بازی کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد یہ ضرور کہا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ کارپوریشن کے افسروں پر پرائیوٹ تاجروں کا اثر ہے۔ مقرر موصوف یہ کہنا چاہتے تھے کہ کرپشن اور نفع اندوزی نجی کاروبار کی مخصوص برائیاں ہیں اور اگر پرائیوٹ تاجروں کو ختم کر کے ہندوستانی اقتصادی نظام کو مکمل طور پر سوشلسٹ بنا دیا جائے تو کرپشن اور منافع بازی کا از خود خاتمہ ہو جائے گا۔

اس دلیل سے مسٹر [illegible] کے سوشلسٹ ضمیر کو تسکین تو ضرور ہوئی ہوگی لیکن واقعات اور حقائق کی کسوٹی پر یہ دلیل پوری نہیں اترتی۔ [illegible] کرپشن اور منافع بازی صرف نجی کاروبار کی مخصوص برائیاں ہی ہوتیں تو دنیا کے سب سے بڑے سوشلسٹ ملک سوویٹ یونین میں ان کا وجود نہ ہوتا۔ اس بات کا اعتراف کہ یہ برائیاں وہاں موجود ہیں خود اس ملک کے بڑے بڑے افسروں نے کیا ہے۔ مثال کے طور پر ٹریڈ یونینوں کی کونسل کے تنخواہوں اور اقتصادیات کے شعبے کے نائب افسر اعلیٰ مسٹر ایم بارکن نے سرکاری جریدے "ٹرود" کی ۱۰ دسمبر ۱۹۷۰ء کی اشاعت میں جو مضمون لکھا ہے اس میں کھلے بندوں یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ برائیاں وہاں موجود ہی نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر موجود ہیں ـــــ وہ لکھتے ہیں:

[illegible] ہو گئے جو غیر معمولی طور پر زیادہ تھیں۔ مثلاً [illegible] نامی گڑیا کی جو قیمت انھوں نے مقرر کی وہ اس کی لاگت سے ۱۲۰ فیصدی زیادہ تھی۔ لیڈا گڑیا کی قیمت ۲۷ فیصدی سے زیادہ اور [illegible] گڑیا کی قیمت ۸۰۰ فیصدی زیادہ۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ فروخت کی جو قیمتیں انھوں نے مقرر کرائیں وہ اصل قیمتوں سے گیارہ گنا تھیں۔

بارسلاؤ کی کراینا ایک فیکٹری نے برقی تاروں کی قیمت مقرر کرانے کے لئے تعمیرات اور مشین بنانے کے شعبے کے منسٹری کو جب اپنی تجویز پیش کیں تو لاگت کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ نتیجے کے طور پر یکم جنوری ۱۹۷۳ء سے بارہ قسم کی برقی تاروں کی جو قیمت فروخت مقرر ہوئی وہ بہت ہی زیادہ تھی۔ اتنی زیادہ کہ صرف پہلے تین مہینوں میں فیکٹری نے سوا لاکھ ساٹھ ہزار روبل ناجائز منافع حاصل کر لیا۔

لیسوری میں چوبی سامان تیار کرنے والی جو فیکٹری ہے اس نے بھی اسی ڈھنگ سے قیمتیں بڑھوالیں اور وہاں سے جو چیزیں ۱۲۰۰۰۰ روبل میں تیار ہوئیں خریداروں سے ان کے ۶۰۰۰۰۰ [illegible] روبل وصول کئے گئے۔

نووسٹی میں ڈرائی کلیننگ کا جو ادارہ ہے اس نے ڈرائی کلیننگ کے جو میں [illegible] اور بستر [illegible] گھنٹوں کے لئے مختلف نرخ مقرر کئے۔ لیکن یہ ادارہ صرف انہیں لوگوں کے کپڑے لیتا تھا جو جلد میں [illegible] ڈرائی کلیننگ کرانا چاہیں۔ اس طرح خریداروں کو فوری سروس کے نام پر مقررہ نرخوں کے مقابلے میں ۴۰ فیصدی زیادہ دینا پڑتا تھا۔

نووسیبرسک کی پائپ فیکٹری نے اپنی [illegible] قیمت بڑھا کر مقررہ مقدار سے کہیں زیادہ منافع حاصل کر لیا ہے۔ گزشتہ برس [illegible] ابتدائی [illegible] سے زیادہ ناجائز منافع حاصل کیا [illegible]

سوز میں [illegible]

نشانات

[illegible] نشانات کے [illegible]
[illegible]
[illegible]

ندوہ کے شب و روز

"اس بزم کی [illegible] شام سے [illegible]"

ششماہی انعامی مقابلہ

طلباء دار العلوم ندوۃ العلماء کی انجمن جمعیۃ الاصلاح کے تحت "بزم خطابت" کا ششماہی انعامی مقابلہ بتاریخ ۵ اپریل بروز جمعرات ہوا۔ یہ مقابلہ دو نشستوں پر مشتمل تھا۔

پہلی نشست درجات سفلیٰ کی بعد نماز ظہر ساڑھے تین بجے دن سے جناب مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء) کی صدارت میں شروع ہوئی اور ٹھیک ۵ بجے دن اختتام پذیر ہوئی۔ اختتام جلسہ سے قبل حضرت صدر محترم نے خطاب فرمایا اور مختصر طور پر تبصرہ بھی کیا۔

دوسری نشست درجات علیا کی بعد نماز عشاء ٹھیک ۹ بجے شب زیر صدارت جناب ماسٹر محمد سمیع صاحب صدیقی (استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء) منعقد ہوئی اور ۱۱ بجے شب تک تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد صدر محترم نے موضوع سے متعلق مختصر مگر نہایت بصیرت افروز خطاب کیا اور طلباء کی رہنمائی فرمائی۔

بزم خطابت کی دونوں نشستیں ہر اعتبار سے بہت ہی کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچیں ـــــ اس کے بعد تقسیم انعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔

درجات علیا	درجات سفلیٰ
(۱) محمد نظام الدین رانچوی ـ اوّل	(۱) محمد رضوان صدیقی ـ اوّل
(۲) رضوان احمد اعظمی ـ دوم	(۲) محمد نسیم صدیقی ـ دوم
(۳) عبد العزیز احمد اقی ـ سوم	(۳) عبد الرشید فاروقی ـ سوم

درجات علیا میں چہارم، پنجم، ششم اور ہفتم آنے والے شرکاء محمد علی بھوپالی، عبد الغفار بہاری، ظہیر الاسلام اور محمد کاظم کو بھی بزم کی جانب سے خصوصی انعامات دئے گئے۔

درجات سفلیٰ میں علی الترتیب چہارم، پنجم، ششم آنے والے مقررین ابو علی [illegible]، محمود ابراہیم بمبئی اور نسیم اختر کو بھی خصوصی انعامات دئے گئے۔

(مرسلہ [illegible] حسن [illegible] معتمد بزم خطابت)

"النادی العربی" کی علمی و ادبی سرگرمیاں

"النادی العربی" دار العلوم ندوۃ العلماء کی ایک اہم بزم ہے جس میں طلباء ہر جمعرات کو اپنی علمی، ادبی اور ثقافتی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عربی ادب، صحافت، تقریر و تحریر میں اس بزم نے ایک اہم اور نمایاں رول ادا کیا ہے اور اس بزم نے عربی زبان کے بہتر خطیب اور اعلیٰ پائے کے انشاء پرداز اور ادیب پیدا کئے جو ندوہ کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔ مجلہ "البعث الاسلامی" اور "الرائد" اسی بزم کے جو نہار دماغوں کار رہین منت ہے۔

۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء کو جمالیہ ہال میں اس بزم کا انعامی مقابلہ ہوا اور یہ جلسہ دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست میں درجات سفلیٰ کے طلباء نے شرکت کی جس کی صدارت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے کی۔

دوسری نشست میں درجات علیاء کے طلباء شریک تھے۔ اس نشست کی صدارت مولانا محمد رابع صاحب حسنی ندوی [illegible] نے فرمائی ـــــ یہ مقابلہ ایک خاص طرز کا تھا اس کی نوعیت [illegible] [illegible] سے متعین تھے [illegible] کی شکل میں سامعین نے برجستہ تقریریں کیں۔ طلباء نے [illegible] صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ طلباء [illegible] پر [illegible] [illegible] انعامی مقابلہ کا نتیجہ [illegible] گیا۔

درجات سفلیٰ ـ محمد رضوان (اوّل)، شبیر احمد (دوم)، نسیم صدیقی [illegible]

درجات علیاء ـ [illegible] (اوّل)، [illegible] (دوم)، محمد [illegible] (سوم) [illegible]

[illegible]

[illegible] محمد [illegible] نے [illegible] پریس [illegible] سے چھپوا کر دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا [illegible]

بقیہ صفحہ

چنانچہ جو چیز بازار کیٹ میں نہیں ملتی وہ بلیک مارکیٹ میں بآسانی مل جاتی ہے اور ضرورت مند آدمی منھ مانگے دام دینے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام نے ذخیرہ اندوزی کو کتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنِ احتکر فھو خاطئٌ — "ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے۔"

(مسلم)

الجالب مرزوقٌ والمحتکر ملعونٌ — "فروخت کے لئے مال برآمد کرنے والا مرزوق ہے (یعنی اسے رزق دیا جاتا ہے) اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔"

(ابن ماجہ)

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے اور اُن کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے بجائے اسلام نے بازار میں فروخت کے لئے مال لانے کی ہدایت کی ہے۔ اگر تاجر اس ہدایت پر عمل کرنے لگیں تو قیمتیں لازماً اعتدال پر آ جائیں گی اور بلیک مارکیٹنگ اور نفع خوری کا خود بخود خاتمہ ہو جائے گا۔

عوام کی مشکلات کو دور کیجئے

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خدا و آخرت کو نہیں مانتے اور اس کے حضور جواب دہی کا تصور نہیں رکھتے وہ بس غرض کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے دل میں انسانیت کا حقیقی درد نہیں ہوتا اس لئے وہ کسی نہ کسی طرح لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ برخلاف اس کے خدا و آخرت پر یقین رکھنے والے خدا کے حضور جواب دہی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ زندگی کے تمام معاملات کے سلسلے میں خواہ وہ کاروبار سے متعلق ہوں یا کسی اور شعبۂ زندگی سے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بازپرس ہوتی ہے اور اچھے عمل کی جزا اور بُرے عمل کی سزا ملتی ہے۔ خدا کی محبت انہیں انسانیت کا سچا ہمدرد بنا دیتی ہے، وہ لوگوں کے ساتھ خلوص سے پیش آتے ہیں اور نیک رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کی ہر تکلیف کا درد اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کے لئے فکرمند رہتے ہیں، کیونکہ اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ بندگانِ خدا پر رحم کیا جائے اور لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کی جائیں۔

ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَۃِ — "پھر وہ ان لوگوں میں سے ہوتا ہے جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین اور ایک دوسرے پر رحم کرنے کی تلقین کی۔"

(سورۂ بلد)

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء — "زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

(ترمذی)

یسّروا ولا تعسّروا (بخاری) — "آسانیاں پیدا کرو، تنگی پیدا نہ کرو۔"

بندگانِ خدا پر رحم کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیزیں ضروریاتِ زندگی سے تعلق رکھتی ہیں اُن کو نفع اندوزی کا ذریعہ نہ بنایا جائے بلکہ واجبی منافع پر اکتفا کرتے ہوئے لوگوں کی مشکلات کم کرنے کا سامان کیا جائے۔ ذخیرہ اندوزی سے اجتناب کرتے ہوئے مُنصفانہ قیمتوں پر مال فروخت کرنے کے لئے بازار میں برآمد کیا جائے، قیمتوں کے تعین میں اس بات کا پورا پورا لحاظ کیا جائے کہ اُن پر "معروف" کا اطلاق ہو سکے اور وہ "منکر" کے حدود سے دور جائیں۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ حضرت یونس بن عبید پارچات فروخت کیا کرتے تھے۔ اُن کے پاس موجود بیش قیمت پارچات میں سے بعض کی قیمت چار سو درہم اور بعض کی دو سو درہم۔ آپ اپنے بھتیجے کو دکان پر بٹھا کر خود نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اُن کی عدم موجودگی میں ایک بدو آیا اور چار سو درہم والا حلہ طلب کیا۔ آپ کے بھتیجے نے دو سو درہم والا حلہ دکھایا جسے بدو نے پسند کیا اور خرید لیا۔ ابھی وہ چند ہی قدم گیا تھا اور حلہ بھی اس کے ہاتھوں ہی میں تھا کہ سامنے سے حضرت یونس بن عبید آ گئے۔ آپ نے حلہ پہچان لیا اور سمجھ گئے کہ اُن کی دکان سے خریدا گیا ہے۔ پوچھا کتنے میں خریدا؟ بدو نے کہا چار سو درہم میں۔ آپ نے فرمایا مگر اس کی قیمت تو دو سو درہم ہے۔ آؤ اور یہ حلہ واپس کر دو۔ بدو نے جواب دیا لیکن ہمارے علاقے میں تو اس کی قیمت پانچ سو درہم ہے اور میں چار سو میں خرید کر راضی ہوں۔ حضرت ابن عبید نے کہا بھائی! میرے ساتھ آیئے۔ دین میں نصیحت و خیرخواہی کو دنیا بھر کے مال و منال سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ آپ اسے دکان پر لے آئے اور دو سو درہم واپس کئے اور بھتیجے کو ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تمہیں شرم نہ آئی۔ سو فیصد منافع لیتے ہوئے تم نے خدا کا خوف نہ کیا، تمہیں مسلمانوں کی خیرخواہی کا مطلق خیال نہ آیا۔ بھتیجے نے کہا چچا جان! خدا کی قسم یہ صاحب تو چار سو درہم دے کر بھی راضی تھے۔ حضرت یونس نے جواب دیا، مگر تم جو قیمت اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے کیوں نہ کی۔

اس میں شک نہیں کہ یہ کام موجودہ ماحول میں بہت مشکل ہے اور اسے مجاہدہ پر مجاہدہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اخلاقی بلندیوں تک پہنچنے کا راستہ یہی ہے۔ اس طرح جو مال کمایا جائے گا وہ ممکن ہے تھوڑا ہو مگر اس میں بڑی برکت ہوگی، سکونِ قلب بھی حاصل ہوگا اور حقیقی معنی میں خدمتِ خلق اور سماج کی بہبودی کا کام بھی انجام پائے گا۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی حاصل ہوگی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی تاجروں کو خوشخبری سنائی ہے۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء — "سچا اور دیانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

(ترمذی)

کتنی بہترین اور اعلیٰ تعلیمات ہیں اسلام کی، کیا ان میں موجودہ معاشی مشکلات کا حل موجود نہیں ہے؟ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان تعلیمات پر خود عمل کریں اور دنیا والوں کو اس سے روشناس کرائیں کہ تمام مسائل کا حقیقی حل اور انسانیت کی نجات اسلام ہی کے نظامِ حیات میں ہے۔

شمس پیرزادہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

التجار یحشرون یوم القیامۃ فجارا الا من اتقی و برّ و صدق۔ (ترمذی) — "تاجر قیامت کے دن فاجر کی حیثیت سے اُٹھائے جائیں گے، سوائے اُن کے جنہوں نے خدا خوفی، ایفائے حق اور سچائی کی روش اختیار کی۔"

رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع و اذا اشتری و اذا اقتضی۔ (بخاری) — "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور حقوق طلبی کے معاملہ میں فراخی برتتا ہے۔"

لا یدخل الجنۃ جسد غذی بالحرام۔ (مشکوٰۃ) — "وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پلا ہو۔"

Regd. No. L 1981 FORTNIGHTLY Phone: 22948

TAMEER-E-HAYAT

Daruluioom Nadwatululama, Lucknow (India)

غذا اور قرآن مجید

جناب حکیم محمد سعید دہلوی

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں جو دل نشین انداز میں ایمان اور عمل صالح کی تعلیم دی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے دین اور دنیا کی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایسے ہی دل نشین طریقے سے جسمانی صحت کو برقرار اور محفوظ رکھنے کی بھی تلقین کی ہے اور حفاظت کے ایسے سنہرے اصول بیان کر دیئے ہیں کہ ان سے بڑھ کر دوسرے اصول نہیں ہو سکتے۔

ان سطور میں ہم غذا کے متعلق قرآنی آیتوں سے حفظ صحت کے اصول بیان کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۂ بقرہ رکوع ۲۱ میں یہ آیت ہے: یاایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنکم۔ اس آیت شریفہ کے معنی یہ ہیں: اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو۔ یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہماری دی ہوئی روزی میں سے وہی چیز کھاؤ جو پاکیزہ اور اچھی ہو۔ اس آیت میں "طیبات" کا لفظ ہے جو طیب کی جمع ہے۔ طیبہ مونث ہے طیب کا۔ طیبہ اور طیب کے لفظی معنی ہیں اچھی چیز۔ لفظ طیب مختلف اعتبارات کے لحاظ سے کئی معنی میں مستعمل ہے:

(۱) کبھی طیب حرام کے مقابلے میں حلال چیز کو کہتے ہیں، جیسے یہ کہا جائے کہ گائے کا گوشت طیب ہے یعنی حلال ہے اور سور کا گوشت خبیث اور غیر طیب ہے یعنی حرام ہے۔

(۲) کبھی طیب ایسے مال کے لئے بولا جاتا ہے جو جائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو جیسے یہ کہا جائے کہ فلاں شخص کی محنت مزدوری کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اس لئے اس کا مال جائز اور طیب ہے اور دوسرے فلاں شخص کی کمائی چوری رشوت اور غصب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اس لئے اس کا مال ناجائز اور غیر طیب ہے۔

(۳) اور کبھی طیب ایسی چیز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو صاف ستھری تازہ اور کھانے میں اچھی لگتی ہو، اس کے مقابلے میں جو غذا سڑی گلی باسی بگڑی ہو اسے طیب نہیں کہیں گے بلکہ اسے غیر طیب کہیں گے۔

اب اوپر والی آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے مسلمانوں تم ہماری دی ہوئی روزی میں سے وہ چیزیں کھاؤ جو حلال ہوں، جائز طریقے سے حاصل کی گئی ہوں اور جو صاف ستھری تازہ اور خوشگوار ہوں۔ طیب کے یہ تیسرے معنی بھی طبی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، کیونکہ خراب سڑی گلی، باسی اور بہت دنوں کی رکھی اور بگڑی ہوئی چیزوں کو کھانے سے معدہ بگڑ جاتا ہے اور ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اچھا خون پیدا نہیں ہوتا ہے، اچھا خون پیدا نہ ہونے سے صحت بگڑ جاتی ہے، طرح طرح کے روگ جسم کو لگ جاتے ہیں، ایسے بیمار آدمی کو زندگی کا کوئی لطف نہیں ملتا، اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی صحیح عبادت کر سکتا ہے اور نہ وہ اپنے کنبے کو اچھی طرح پال سکتا ہے اور نہ وہ اپنے

ملک اور قوم کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ ایسا روگی شخص خود اپنی زندگی سے بیزار رہتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ خاص اپنی رحمت اور شفقت سے اپنے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ تم کھاؤ اور اچھی چیزیں کھاؤ۔

کھانے کی چیزوں میں اچھی اور طیب غذا پسند اور اختیار کرنے میں بھی انسان کو حیوانات پر امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔ گدھ سڑا ہوا گوشت چٹ کر جاتا ہے۔ کتا بھی اچھے برے گوشت میں تمیز نہیں کرتا۔ یہ انسان ہی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں ناک اور زبان کی قوتوں سے کھانے کی چیزوں کو جانچ اور پرکھ کر اچھی اور طیب چیزوں کو اپنی غذا کے لئے چھانٹ لیتا ہے، اور اچھی غذا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا اور اپنی

> اِن اصولوں پر عمل کر کے جسمانی اور روحانی صحت قائم رہ سکتی ہے

صحت کو درست رکھتا ہے اور غذا کی بخشی ہوئی بہترین نعمت زندگی سے لطف حاصل کرتا ہے۔

غذا کے متعلق دوسرا زریں اصول قرآن شریف کی سورۃ الاعراف رکوع ۳ میں ہے: کلوا واشربوا ولا تسرفوا۔ کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو۔

(۱) اسراف کی ایک صورت یہ ہے کہ غذا ضرورت سے زیادہ تیار کی جائے اور آدھی چوتھائی کھائی جائے اور باقی بچ جائے۔

(۲) اسراف کی دوسری صورت یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ غذا کھائی جائے (۳) اسراف کی تیسری صورت یہ بھی ہے کہ کوئی شخص جانوروں کی طرح کھائے۔

غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جسمانی اور روحانی صحت کے سنہرے اصول بیان فرمائے ہیں جن پر عمل کرنے سے نہایت اچھی صحت قائم رہ سکتی ہے اور غذا کی لذتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہو سکتا ہے۔